جناب سید جلال الدین عمری

قسط ۲

نظامِ مصطفوی کے ذرائع دولت

اسلام کے نقطۂ نظر سے

اسلام نے شراب اور جوے کو بھی حرام قرار دیا ہے اس لیے ان ذرائع سے ہونے والی آمدنی بھی اس کے نزدیک حرام ہے۔ شراب کے نشہ میں بسا اوقات انسان اچھے اقدامات بھی کر گزرتا ہے۔ اہلِ عرب کی نظر ان ہی اقدامات پر تھی۔ اس لیے وہ اسے کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ وہ اسے کیف و سرور اور تفریح ہی کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ اس کو اعلیٰ اخلاق کے اظہار کا ذریعہ بھی تصور کرتے تھے۔ چنانچہ شراب پینے کے بعد وہ بالعموم دل کھول کر سخاوت کرتے اور اپنا مال لٹاتے تھے۔ اسی طرح جوے سے ہونے والی آمدنی کو بھی وہ غریبوں اور ناداروں پر تقسیم کر دیتے تھے۔ اس پہلو سے شراب اور جوا ان کے نزدیک قومی خدمت اور اس کے فائدہ کا ذریعہ تھا۔ قرآن مجید نے کہا کہ دنیا کی ہر چیز میں اس قسم کے فوائد ڈھونڈے جا سکتے ہیں لیکن کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ اس بنیاد پر نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ فرد اور معاشرہ پر بحیثیت مجموعی اس کے کیا اثرات پڑتے ہیں؟ اگر اس کا نفع اس کے نقصان سے زیادہ ہو تو وہ جائز ہوگا اور اگر اس میں ضرر کا پہلو غالب ہو تو وہ حرام ہوگا۔ شراب اور جوے کے مضرات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں اس لیے خدا کی شریعت میں وہ حرام ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (البقرہ ۲: ۲۱۹)	وہ تم سے شراب اور جوے کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو کہ ان کا نقصان ان کے نفع سے زیادہ ہے۔

اس کے بعد ان کی قطعی حرمت کا اعلان کر دیا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝	اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب گندے شیطان کے کام ہیں لہٰذا تم اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور

۱۔ مشکوٰۃ، کتاب البیوع، باب الربوٰ بحوالہ ابن ماجہ و بیہقی

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ۝ (المائدہ: ۹۱)	جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض اور دشمنی پیدا کرے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا اب تم اس سے رک جاؤ گے۔

شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال آدمی کو اپنے فرائض سے غافل کر دیتا ہے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ خدا اور بندوں کے حقوق ٹھیک طریقہ سے ادا کر سکے۔ ایسا شخص معاشرہ کے لیے ایک بوجھ ہوتا ہے۔ اس پر کسی بھی معاملہ میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

منشیات کے استعمال کے بعد آدمی اپنے ہوش و حواس نہ بھی کھوئے جب بھی بہر حال وہ اپنی فطری حالت پر قائم نہیں رہتا۔ اس کے اندر جذباتیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بے قابو ہونے لگتا ہے۔ یہیں سے بسا اوقات جھگڑے اور اختلافات شروع ہوتے ہیں اور سوسائٹی کے امن و سکون کو غارت کر کے رکھ دیتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے امن، چین اور سکون کے لیے ضروری ہے کہ اس کے افراد میں صبر و تحمل اور قوت برداشت پائی جائے۔ یہ اوصاف کسی نشہ پرور قوم میں پیدا نہیں ہو سکتے۔

شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال انسان کے دل و دماغ اور اس کی صحت پر برا اثر ڈالتا ہے۔ جو قوم اس کی عادی ہو جائے اسے لازماً اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور وہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔

شراب کے استعمال سے حدیثوں میں سختی سے منع کیا گیا ہے اور اس پر بڑی وعید یں سنائی گئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو نصیحت کی

ولا تشربن خمراً فانہ راس کل فاحشۃ[1]	تم شراب ہرگز مت پیو اس لیے کہ وہ بے حیائی کی جڑ ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

ولا یشرب الخمر حین یشربھا	جس وقت آدمی شراب پیتا ہے اس

[1] مشکوٰۃ، باب الکبائر و علامات النفاق، بحوالہ احمد

وھو مومن[۱]	وقت وہ مومن نہیں رہتا۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام سب سے پہلے جس میدان میں سرنگوں ہوگا وہ شراب ہے (اس کے ماننے والے بے تکلف اسے استعمال کرنے لگیں گے۔) صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں صریح ممانعت کردی ہے تو اس کے ماننے والے اس کی جرأت کیسے کریں گے۔ آپ نے فرمایا:۔

یسمونھا بغیر اسمھا	اس کا نام بدل دیں گے اور اسے حلال
فیستحلونھا[۲]	کرلیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:۔

کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن	ہر نشہ آور چیز (پر) 'خمر' کا اطلاق ہوتا ہے
شرب الخمر فی الدنیا وھو یدمنھا	اس لیے سب ہی نشہ آور چیزیں حرام ہیں۔
منھا لم یتب لم یشربھا	جو شخص دنیا میں مستقل شراب پیے اور توبہ نہ کرے
فی الاخرۃ[۳]	تو آخرت میں وہاں کی شراب نہیں پیے گا۔

بعض لوگ شراب کو ٹھنڈے ملکوں کی ایک ضرورت سمجھتے ہیں۔ اس کے بغیر ان کے نزدیک سردی کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ شراب سے جو سرور اور تازگی ملتی ہے وہ انسان کی قوت کار کو بڑھاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی شراب کے بہت سے 'فوائد' بیان کیے جاتے ہیں لیکن اسلام ان 'فوائد' کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اس کے نزدیک کسی بھی صورت میں شراب کا استعمال صحیح نہیں ہے۔

دیلم حمیری نے، جن کا تعلق یمن سے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ ایک تو ٹھنڈے علاقے کے رہنے والے ہیں اور دوسرے یہ کہ ہمیں محنت و مشقت کے کام بھی کرنے پڑتے ہیں۔ ہم لوگ گیہوں سے ایک مشروب تیار کرتے ہیں۔ اس سے اپنے سخت کاموں کے لیے توانائی بھی

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح، باب الکبائر وعلامات النفاق، بحوالہ بخاری ومسلم

[۲] " کتاب الرقاق، باب الانذار والتحذیر

[۳] " کتاب الحدود، باب الخمر ووعید شاربہا بحوالہ مسلم

حاصل ہوتی ہے اور سردی کے مقابلہ میں مدد بھی ملتی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا۔ ہاں! آپ نے فرمایا تو پھر اس سے بچو۔ انھوں نے عرض کیا کہ لوگ اس کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ اسے نہیں چھوڑیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر وہ اسے ترک نہ کریں تو تم ان سے جنگ کرو۔[۱]

طارق بن سویدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے استعمال کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انھیں منع فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا میں تو اسے دوا کے لیے تیار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ شراب کا استعمال خود ایک بیماری ہے (اس سے شفا کیا ہوگی؟)[۲]

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو شراب کے استعمال ہی سے منع نہیں کیا بلکہ اس بات کی بھی اس نے اجازت نہیں دی کہ کسی کے پاس شراب ہو تو اسے فروخت کرکے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ یتیم کے مال کو ضائع کرنے سے شریعت نے سختی سے روکا ہے لیکن یہی مال شراب کی شکل میں ہو تو حکم ہے کہ اسے تلف کردیا جائے۔ حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ایک یتیم جو ہماری نگرانی میں تھا اس کی شراب ہمارے پاس تھی۔ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ ایک یتیم کی شراب ہے اسے کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا اسے بہا دو۔[۳]

شراب کی خرید و فروخت اس سے مالی استفادے، اس کے پینے پلانے اور اس کے سلسلے میں کسی بھی پہلو سے تعاون کو حدیثوں میں قابل لعنت فعل قرار دیا گیا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

لعن رسول اللہ فی الخمر عشرۃ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلے
عاصرھا ومعتصرھا وشاربھا	میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی (کسی دوسرے کے
وحاملھا والمحمولۃ الیہ وساقیھا	لیے) اس کے نچوڑنے والے پر، اپنے لیے اس کے
وبائعھا واکل ثمنھا والمشتری	نچوڑنے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کے

---

۱ مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب بیان الخمر و وعید شاربہا بحوالہ ابوداؤد

۲ " " حوالہ بالا بحوالہ مسلم

۳ " حوالہ بالا بحوالہ ترمذی

لها والمشتری لہ[1]

لیجانے والے پر، اس شخص پر جس کے لیے وہ لے جائی جائے، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کی قیمت کے کھانے والے پر، اس کے خریدنے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے وہ خریدی جائے۔

قرآن مجید نے شراب کے ساتھ جوے کے بارے میں بھی کہا کہ اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے (البقرہ ۲: ۲۱۹) اور پھر دونوں ہی کو اس نے ایک ساتھ حرام قرار دیا (المائدہ ۵: ۹۰) بہت سی حدیثوں میں بھی دونوں کی حرمت کا ایک ساتھ ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:۔

ان اللہ تعالیٰ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ وقال کل مسکر حرام[2]

اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا اور آلات لہو ولعب کو حرام کر دیا۔ آپ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الخمر والمیسر والکوبۃ والغبیراء[3]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے، جوے سے، آلات لہو ولعب سے اور غبیرا (شراب کی ایک قسم) سے منع فرمایا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا یدخل الجنۃ عاق ولا قمار ولا منان ولا مدمن خمر[4]

جنت میں نہ تو ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا داخل ہوگا، نہ جوے باز، نہ احسان جتانے والا اور نہ ہمیشہ شراب پینے والا

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال بحوالہ ترمذی وابن ماجہ

[2] " کتاب اللباس، باب التصاویر بحوالہ بیہقی

[3] " " " " بحوالہ ابوداؤد

[4] " کتاب الحدود، باب بیان الخمر ووعید شاربھا بحوالہ دارمی

جوے کی بہت سی شکلیں عرب میں رائج تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کر کے ان سب سے منع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جوا کھیلنے کی کسی کو دعوت دینا بھی ایک جرم ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ آدمی صدقہ وخیرات کرے۔ چنانچہ آپ کا حکم ہے۔

من قال لصاحبه تعال اقامرك	جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جوا
فليتصدق (بخاری)	کھیلیں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے۔

یہ صدقہ اس لیے ہے کہ جس مال کے لالچ میں انسان نے ایک حرام فعل کا ارتکاب کرنا چاہا اس کی محبت کم ہو اور دھوکے اور فریب سے دولت سمیٹنے کی جگہ خرچ کرنے کا جذبہ اس میں پیدا ہو۔

یہ تو چند مثالیں ہیں اصولی طور پر اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ مال کمانے کے لیے تمام ناجائز اور جھوٹے طریقے چھوڑ دیے جائیں اور صرف جائز طریقے اختیار کیے جائیں۔ قرآن مجید کا حکم ہے:۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ	اور اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ
وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا	کھاؤ اور اسے حکام تک (بطور رشوت) نہ
فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ	پہنچاؤ تاکہ جانتے بوجھتے ناحق لوگوں کے
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۱۸۸)	مال کا ایک حصہ تم کھا جاؤ۔

جیسا کہ علماء نے لکھا ہے چوری، خیانت، غصب، دھوکا اور فریب، ظلم و جبر، رشوت اور جھوٹے دعوے کے ذریعے دوسرے کے مال پر قبضہ کرنا یا سود، قمار، شراب اور جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ ان کے ذریعے دولت حاصل کرنا یہ سب باطل طریقے سے مال کھانے کی مختلف صورتیں ہیں۔ اسلام نے ان سب سے منع کیا ہے۔

اسلام نے اکتساب مال کے ان ہی طریقوں کو جائز قرار دیا ہے جن سے کسی دوسرے فرد کو نقصان نہ پہنچے اور معاشرہ بحیثیت مجموعی اقتصادی لحاظ سے ترقی کرے۔ دوسروں کا استحصال کر کے اور معاشرے کو نقصان پہنچا کر دولت حاصل کرنا اس کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا	اے ایمان والو! اپنے مال آپس میں باطل
اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ	طریقے سے نہ کھاؤ الا یہ کہ آپس کی
اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ	خوشی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل

مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (النساء: ۲۹) | نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔

یہاں قرآن مجید نے یہ نہیں کہا کہ تم ناحق طریقہ سے دوسروں کا مال نہ کھاؤ بلکہ یہ کہا کہ تم اپنا مال آپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔ اس سے وہ اپنے ماننے والوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہتا ہے کہ وہ دوسرے کے مال کو اپنا مال سمجھیں اور اسے برباد کرنے اور اس پر ناجائز طور پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔

فرمایا۔ تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو شخص دوسرے کو نقصان پہنچا کر فائدہ اٹھاتا ہے وہ پورے معاشرے کو تباہ کرتا ہے۔ وہ چاہے عارضی طور پر معاشی آسودگی اور راحت محسوس کرے لیکن جب معاشرے کی اقتصادیات تباہ ہوں گی تو وہ خود بھی اس کے انجام بد سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اس کے بعد قرآن مجید نے ان لوگوں کو سخت وعید سنائی ہے جو ناحق دوسروں کا مال کھاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (النساء: ۳۰) | جو شخص تم میں سے ظلم و زیادتی کے ساتھ یہ کرے گا اسے ہم جلد ہی جہنم میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔

احادیث میں بھی بڑی شدت کے ساتھ اس سے منع کیا گیا ہے کہ آدمی حلال و حرام کی تمیز کے بغیر دولت سمیٹنے لگ جائے اور اس کے لیے مکر و فریب، جور و ظلم اور ہر طرح کے ناجائز طریقے اختیار کرنے لگے۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں:۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من باع عیبا لم یبینہ لم یزل فی مقت اللہ ولم تزل الملئکۃ تلعنہ[۱] | میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کوئی عیب دار چیز بیچے اور اس سے خریدار کو باخبر نہ کرے تو وہ ہمیشہ خدا کے غضب کا شکار رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، بحوالہ ابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من اخذ من الارض شبرا بغیر حق خسف بہ یوم القیامة الی سبع ارضین[1]

جو شخص بالشت بھر زمین بھی ناحق طریقے سے لے گا وہ قیامت کے دن سات زمینوں کی تہہ تک دھنسا دیا جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یاتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ منہ من الحلال ام من الحرام[2]

لوگوں پر ایک وقت آئے گا جب کہ آدمی اس کی پروا نہیں کرے گا کہ جو مال اس نے حاصل کیا ہے وہ حلال طریقے سے ہے یا حرام طریقے سے۔

جو شخص حرام طریقے سے مال کمائے اور اس سے داد عیش دیتا پھرے، احادیث میں اسے بہت سخت وعید سنائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مال حرام سے پرورش پانے والا جسم جہنم ہی کا سزاوار ہے۔ حضرت جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

لایدخل الجنة لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من الحرام فالنار اولی بہ[3]

جنت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو حرام سے تیار ہوا ہے۔ جو گوشت حرام سے تیار ہو تو جہنم ہی اس کی زیادہ مستحق ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حرام مال کھانے والا جب مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہیں کرتا اور اس کی دعائیں اس وقت بھی نہیں سنی جاتیں جبکہ دعائیں قبول کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک اور طیب ہے اس لیے وہ پاک ہی چیزوں کو قبول بھی کرتا ہے اس نے ایمان والوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا ہے چنانچہ اس نے رسولوں سے کہا:۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع باب الغصب بحوالہ بخاری

[2] " " باب الکسب وطلب الحلال بحوالہ بخاری

[3] " " " بحوالہ احمد، دارمی، بیہقی

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا — اے رسولو! پاک اور حلال چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو

یہی بات اس نے اہل ایمان سے کہی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ — اے ایمان والو جو حلال اور پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں انھیں کھاؤ۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يده الى السماء يارب يارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فانى يستجاب لذالك[1] — اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر کیا جس کا سفر لمبا ہوتا ہے اس کے بال الجھے ہوئے اور کپڑے غبار آلود ہوتے ہیں اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! (تو میری مدد کر) لیکن اس کا کھانا حرام مال کا پینا حرام مال کا، کپڑے حرام مال کے اور اس کی پرورش حرام مال سے، تو اس حالت میں اس کی دعا کیسے سنی جائے گی؟

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حرام مال کھانے والے کی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ اس سے خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے صدقے سے اس کے گناہ نہیں دھلتے اور اسے وہ اپنے بعد چھوڑ جائے تو اس کے عذاب میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا يكسب عبد مال حرام فيتصدق منه فيقبل منه ولا ينفق منها فيبارك فيه — بندہ حرام مال کما کر جو صدقہ کرتا ہے وہ قبول نہیں کیا جاتا اور اس سے جو خرچ کرتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی اور

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال بحوالہ مسلم

ولا يتركه خلف ظهره
الا كان زاده الى النار
ان الله لا يمحو السيئ بالسيئ
ولكن يمحو السيئ بالحسن
وان الخبيث لا يمحو
الخبيث [1]

اسے اپنے بعد جب چھوڑ جاتا ہے تو اس کے جہنم تک پہنچنے کا سامان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بدی کو بدی (مال حرام) سے نہیں مٹاتا بلکہ وہ بدی کو نیکی کے ذریعے مٹاتا ہے۔ جو چیز خود ہی ناپاک ہے وہ کسی دوسری ناپاک چیز کو مٹا نہیں سکتی۔

اسلام کے نزدیک جائز ذرائع آمدنی ہی کسی مال کو حلال اور پاک بناتے ہیں اور اسی پر انسان کا قانونی اور اخلاقی حق بھی ہے۔ جو مال ناجائز ذرائع سے حاصل کیا جائے اسے وہ حرام اور ناپاک سمجھتا ہے اس طرح کے ناپاک مال پر وہ انسان کا حق تسلیم نہیں کرتا۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انما انا بشر وانكم
تختصمون الي ولعل
بعضكم ان يكون الحن
بحجته من بعض فاقضي له
على نحو ما اسمع منه
فمن قضيت له بشيء
من حق اخيه فانما اقطع
له قطعة من النار [2]

میں بھی ایک انسان ہی ہوں اور تم لوگ میرے پاس اپنے جھگڑے لاتے ہو۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ ایک شخص دوسرے سے زیادہ زبان آور ہو اور اپنی بات زیادہ بہتر طریقے سے پیش کر سکے جس کی بنیاد پر میں اس کے بیان کے مطابق فیصلہ کر دوں۔ اس طرح اگر میں کسی کو اس کے بھائی کا تھوڑا سا حق بھی دے دوں تو اسے سمجھنا چاہیے کہ اسے میں جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جھوٹے دعوے اور جھوٹی وکالت کے ذریعے عدالت سے جو فیصلہ کرایا جائے وہ کسی ناجائز مال کو جائز نہیں بنا دیتا اور انسان کے لیے وہ حلال اور طیب نہیں بن جاتا

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیوع ۔ باب الکسب وطلب الحلال بحوالہ احمد وشرح السنۃ

[2] " کتاب الامارہ باب الاقضیہ والشہادات بحوالہ بخاری ومسلم

جو شخص اس طرح غلط تدابیر سے مال حاصل کرتا ہے وہ آخرت کی پکڑ سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اگر آدمی میں خدا کا خوف ہو تو وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے گا لیکن اپنی تجوری بھرنے کے لیے دوسرے کے حق پر ڈاکہ نہیں ڈالے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے ایک وراثت کے بارے میں دعوے کیا۔ دونوں میں سے ہر ایک کا دعوے تھا کہ وہی اس کا وارث ہے لیکن کسی کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا اگر میں تم میں سے کسی کے بھی حق میں فیصلہ کر دوں اور وہ اس کا جائز حقدار نہیں ہے تو سمجھ لے کہ میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔ یہ سنکر دونوں اپنے حق سے دستبردار ہو گئے اور ہر ایک نے کہا کہ آپ میرا حصہ میرے ساتھی کو دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو بلکہ دونوں اس کو تقسیم کر لو اور قرعہ اندازی کے ذریعے ایک ایک حصہ لے لو۔ اس میں جو کمی بیشی ہو اسے نظر انداز کر دو اور اپنے بھائی کے لیے اسے جائز قرار دے دو۔

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

سروس شوز

قدم قدم حسین قدم قدم آرام